قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ابوسعید

Online Edition

بدھ 29 دسمبر 2021ء | 24 جمادی الاول 1443 ہجری قمری | 29 فتح 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:311

ارشاد باری تعالیٰ

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۹۳﴾

(آل عمران:93)

ترجمہ: تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے (خدا کے لئے) خرچ نہ کرو۔ اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو اللہ اسے یقیناً خوب جانتا ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوۡ بِشِقِّ تَمۡرَۃٍ

آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی استطاعت ہو۔

(صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ ... الخ حدیث 1417)

فرمان خلیفہ وقت

بعض لوگ ایسے بھی ہیں، چند ایک ہی ہیں، جو مالی لحاظ سے بہت وسعت رکھتے ہیں لیکن چندے اس معیار کے نہیں دیتے اور یہ باتیں کرتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ جماعت کے پاس تو بہت پیسہ ہے اس لئے جماعت کو چندوں کی ضرورت نہیں ہے، جو ہم دے رہے ہیں ٹھیک ہے۔ جماعت کے پاس بہت پیسہ ہے یا نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے پیسے میں جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ برکت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے معترضین اور مخالفین کو بھی یہ بہت نظر آتا ہے۔معترضین تو شاید اپنی بچت کے لئے کرتے ہیں اور مخالفین کو اللہ تعالیٰ ویسے ہی کئی گنا کر کے دکھا رہا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ برکت ڈالتا ہے اور بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔ مَیں نے یہاں بعض اپنوں کا ذکر کیا تھا جو کہتے ہیں کہ پیسہ بہت ہے اس لئے یہ بھی ہونا چاہئے اور یہ بھی ہونا چاہئے اور خود ان کے چندوں کے معیار اتنے نہیں ہوتے۔عموماً جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی منصوبہ بندی سے خرچ کرتی ہے۔ اس لئے ایسی باتیں کرنے والے بے فکر رہیں اور چندہ نہ دینے کے بہانے تلاش کرنے کی بجائے اپنے فرائض پورے کریں۔ چندوں کی تحریک تو ہمیشہ جماعت میں ہوگی، ہوئی اور ہوتی رہے گی کہ ایمان میں مضبوطی کے لئے یہ ضروری ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہمیں بتایا ہے۔ دنیا کی تمام منصوبہ بندیوں میں مال کی ضرورت پڑتی ہے، اس کا بہت زیادہ دخل ہے اور یہ منصوبہ بندی جس میں مال دین کی مضبوطی کے لئے خرچ ہو رہا ہو اور جس کے خرچ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ یہ ضمانت دے رہا ہو کہ تمہارے خوف بھی دور ہوں گے اور تمہارے غم بھی دور ہوں گے اور اجر بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اتنا اجر ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں تو اس سے زیادہ مال کا اور کیا بہتر استعمال

بقیہ صفحہ 7 پر

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

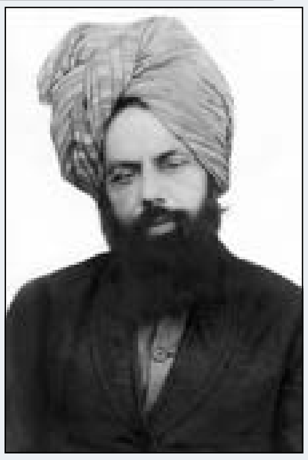

دو چیزوں سے محبت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’سو اے اسلام کے ذی مقدرت لوگو دیکھو! میں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیتاہوں کہ آپ لوگوں کو اس اصلاحی کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنے سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنی چاہئے اور اس کے سارے پہلوؤں کو بنظرِعزت دیکھ کر بہت جلد حق خدمت ادا کرنا چاہئے۔ جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھ ماہواری دینا چاہتا ہے وہ اس کو حق واجب اور دَین لازم کی طرح سمجھ کر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضہ کو خالصتاً للہ نذر مقرر کر کے اس کے ادا میں تخلف یا سہل انگاری کو روا نہ رکھے۔ اور جو شخص یک مشت امداد کے طور پر دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح ادا کرے۔لیکن یاد رہے کہ اصل مدعا جس پر اس سلسلہ کے بلاانقطاع چلنے کی امید ہے وہ یہی انتظام ہے کہ سچے خیرخواہ دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ سے ایسی سہل رقمیں ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتمی وعدہ ٹھہرالیں جن کو بشرط نہ پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے بآسانی ادا کرسکیں۔ ہاں جس کو اللہ جلّشانہ توفیق اور انشراح صدر بخشے وہ علاوہ اس ماہواری چندہ کے اپنی وسعت، ہمت اور اندازہ مقدرت کے موافق یک مشت کے طور پر بھی مدد کرسکتا ہے۔ اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے۔ لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کرسکتا، تا کہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 33-34)

اس شمارہ میں

- ہونے لگیں بلند صدائیں درود کی (منظوم)
- احکام خداوندی (قسط نمبر 23)
- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک وشہر (قسط 14)
- جہانگیر خان، صدی کا سب سے بڑا اور عظیم کھلاڑی

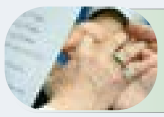

دربارِ خلافت

حضرت عمرؓ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس بارے میں حضرت ابنِ عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِاسود کی طرف منہ کیا۔ پھر اپنے ہونٹ اس پر رکھ دیے اور دیر تک روتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا تو حضرت عمر بن خطابؓ کو بھی روتے پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! یہ وہ جگہ ہے جہاں آنسو بہائے جاتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب المناسک باب استلام الحجر حدیث 2945)

عابس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ حجرِاسود کے پاس آئے اور اس کو چوما اور کہا مَیں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہی ہے نہ نقصان دے سکتا ہے نہ نفع۔ اگر مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے ہرگز نہ چومتا۔

(صحیح البخاری کتاب الحج باب ما ذکر فی الحجر الاسود حدیث 1597)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ طواف کر رہے تھے کہ آپؓ حجرِاسود کے پاس سے گزرے اور آپؓ نے اس سے اپنی سوٹی ٹھکرا کر کہا کہ مَیں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے اور تجھ میں کچھ بھی طاقت نہیں مگر میں خدا کے حکم کے ماتحت تجھے چومتا ہوں۔ یہی جذبۂ توحید تھا جس نے ان کو دنیا میں سر بلند کیا۔ وہ خدائے واحد کی توحید کے کامل عاشق تھے۔ وہ یہ برداشت ہی نہیں کر سکتے تھے کہ اس کی طاقتوں میں کسی اَور کو شریک کیا جائے۔‘‘ یعنی خدا تعالیٰ کی طاقتوں میں۔ ’’بے شک وہ حجرِاسود کا ادب بھی کرتے تھے مگر اس لیے کہ خدا تعالیٰ نے کہا ہے اس کا ادب کرو، نہ اس لیے کہ حجرِاسود کے اندر کوئی خاص بات ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر خدا تعالیٰ ہمیں کسی حقیر سے حقیر چیز کو چومنے کا حکم دے دے تو ہم اس کو چومنے کے لیے بھی تیار ہیں کیونکہ ہم خدا تعالیٰ کے بندے ہیں کسی پتھر یا مکان کے بندے نہیں۔ پس وہ ادب بھی کرتے تھے اور توحید کو بھی نظر انداز نہیں ہونے دیتے تھے اور یہی ایک سچے مومن کا مقام ہے۔ ایک سچا مومن بیت اللہ کو ویسا ہی پتھروں کا ایک مکان سمجھتا ہے جیسے دنیا میں اور ہزاروں مکان پتھروں کے بنے ہوئے ہیں۔ ایک سچا مومن حجرِاسود کو ویسا ہی پتھر سمجھتا ہے جیسے دنیا میں اور کروڑوں پتھر موجود ہیں مگر وہ بیت اللہ کا ادب بھی کرتا ہے۔ وہ حجرِاسود کو چومتا بھی ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرے رب نے ان چیزوں کے ادب کرنے کا مجھے حکم دیا ہے مگر باوجود اس کے وہ اس مکان کا ادب کرتا ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ حجرِاسود کو چومتا ہے پھر بھی وہ اس یقین پر پوری مضبوطی کے ساتھ قائم ہوتا ہے کہ میں خدائے واحد کا بندہ ہوں کسی پتھر کا بندہ نہیں۔ یہی حقیقت تھی جس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اظہار فرمایا۔ آپؓ نے حجرِاسود کو سوٹی ماری اور کہا میں تیری کوئی حیثیت نہیں سمجھتا۔ تُو ویسا ہی پتھر ہے جیسے اور کروڑوں پتھر دنیا میں نظر آتے ہیں مگر میرے رب نے کہا ہے کہ تیرا ادب کیا جائے اس لیے مَیں ادب کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے اور اس پتھر کو بوسہ دیا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 130)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جبکہ آپؐ طائف سے واپس آنے کے بعد جِعْرَانَہ میں تھے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! مَیں نے جاہلیت میں مسجد حرام میں ایک روز اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی۔ آپؐ کا کیا ارشاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جاؤ اور ایک دن کا اعتکاف کرو۔ بہرحال جو جائز نذر ہے وہ کسی بھی زمانے میں ہو اسے پورا کرنا چاہیے۔ یہ سبق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔

پھر راوی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خُمس میں سے ایک لڑکی دی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے قیدی آزاد کیے اور حضرت عمرؓ نے ان کی آوازیں سنیں اور وہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے قیدی آزاد کر دیے ہیں تو حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کو کہا کہ اے عبداللہ! تم اس لڑکی کے پاس جاؤ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور اسے آزاد کر دو۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب نذر الکافر و ما یفعل فیہ اذا اسلم۔ حدیث 4294)

حضرت حُذَیفہؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رازدار کہا جاتا تھا۔ غزوۂ تبوک کے دوران کا ایک واقعہ ہے کہ حضرت حُذَیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے نیچے اترے تو اُس وقت آپؐ پر وحی نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری بیٹھی ہوئی تھی تو وہ کھڑی ہوگئی اور اس نے اپنی مہار کو کھینچنا شروع کر دیا۔ مَیں نے اس کی مہار پکڑ لی اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لا کر بٹھا دیا۔ پھر مَیں اس اونٹنی کے پاس بیٹھا رہا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور مَیں اس اونٹنی کو آپ کے پاس لے گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ تو مَیں نے جواب دیا کہ حُذَیفہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں تمہیں ایک راز سے آگاہ کرنے والا ہوں اور تم اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ مجھے فلاں فلاں شخص کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اور

بقیہ صفحہ 3 پر

ہونے لگیں بلند صدائیں درود کی

دل میں ہے احترام رسولِ کریمؐ کا
معلوم ہے مقام رسولِ کریمؐ کا

ارض و سما تلک ہے محبت کی داستاں
ہے یہ جہاں تمام رسولِ کریمؐ کا

ہونے لگیں بلند صدائیں درود کی
جب آیا لب پہ نام رسولِ کریمؐ کا

پتّھر دلوں کو موم کا پیکر بنا دیا
معجز نما کلام رسولِ کریمؐ کا

اُلفت ہوئی ہے جس کو رسولِ کریمؐ سے
دل سے ہوا غلام رسولِ کریمؐ کا

صلِ علیٰ کا ورد زباں پر رہا سَدا
جیون ہے یہ تمام رسولِ کریمؐ کا

بشریٰ ہے میرے دل کی تمنّا یہ آخری
آئے کبھی سلام رسولِ کریمؐ کا

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

قدسیہ نور والا۔ ناروے

احکام خداوندی

قسط نمبر 23

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

ا خلاقیات (حصہ 8)

دم درود اور جھاڑ پھونک کرنا

•وَقِیۡلَ مَنۡ ٜ رَاقٍ ﴿ۙ۲۸﴾ وَّظَنَّ اَنَّہُ الۡفِرَاقُ ﴿ۙ۲۹﴾

(القیامہ: 28- 29)

اور کہا جائے گا کون ہے جھاڑ پھونک کرنے والا؟ اور وہ اندازہ لگالے گا کہ اب جدائی (کا وقت) ہے۔

عدل و احسان کا حکم

•اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی وَیَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ وَالۡبَغۡیِ ۚ یَعِظُکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ

(النحل: 91)

یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔

(نوٹ: اس آیت میں عدل کے حکم کے ساتھ درج ذیل امور کی ہدایت بھی اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔)

1- احسان۔

2-اقرباء کی مدد۔

3-بے حیائی سے اجتناب۔

4-ناپسندیدہ باتوں سے پرہیز۔

5-بغاوت سے اجتناب۔

6-عبرت حاصل کرنے کی نصیحت۔

عدل کرو، خواہ رشتہ دار کے خلاف ہی کرنا پڑے

•وَ اِذَا قُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوۡا وَ لَوۡ کَانَ ذَا قُرۡبٰی ۚ وَ بِعَہۡدِ اللّٰہِ اَوۡفُوۡا ؕ ذٰلِکُمۡ وَصّٰکُمۡ بِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ

(الانعام: 153)

اور جب بھی تم کوئی بات کرو تو عدل سے کام لو خواہ کوئی قریبی ہی (کیوں نہ) ہو۔ اور اللہ کے (ساتھ کئے گئے) عہد کو پورا کرو۔ یہ وہ امر ہے جس کی وہ تمہیں سخت تاکید کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور احسان سے کام لینے کی تلقین

•وَ اَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ لَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ ۚۖۛ وَ اَحۡسِنُوۡا ۚۛ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

(البقرہ: 196)

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں (اپنے تئیں) ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور احسان کرو یقیناً اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

بدلہ کی نیت سے احسان نہ کرنا

•وَ لَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَکۡثِرُ

(المدثر: 7)

اور زیادہ لینے کی خاطر احسان نہ کیا کر۔

احسان کی جزاء احسان

ہَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ

(الرحمان: 61)

کیا احسان کی جزا احسان کے سوا بھی ہوسکتی ہے؟

مسلمان ہونے کا احسان جتلانے کی ممانعت

•یَمُنُّوۡنَ عَلَیۡکَ اَنۡ اَسۡلَمُوۡا ؕ قُلۡ لَّا تَمُنُّوۡا عَلَیَّ اِسۡلَامَکُمۡ ۚ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیۡکُمۡ اَنۡ ہَدٰىکُمۡ لِلۡاِیۡمَانِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ

(الحجرات: 18)

وہ تجھ پر احسان جتلاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہوگئے ہیں۔ تُو کہہ دے مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتایا کرو بلکہ اللہ تم پر احسان کرتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی طرف ہدایت دی۔ اگر تم سچے ہو (تو اس کا اعتراف کرو)۔

حکام عدل سے کام لیں

•اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا ۙ وَ اِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمۡ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا

(النساء: 59)

یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

جج فیصلہ کے وقت عدل اور انصاف کو مدنظر رکھیں

•وَاِنۡ حَکَمۡتَ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَہُمۡ بِالۡقِسۡطِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ

(المائدہ: 43)

اور اگر تُو فیصلہ کرے تو اُن کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

•خَصۡمٰنِ بَغٰی بَعۡضُنَا عَلٰی بَعۡضٍ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَنَا بِالۡحَقِّ وَ لَا تُشۡطِطۡ وَ اہۡدِنَاۤ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ

(ص: 23)

(ہم) دو جھگڑنے والے (ہیں) ہم میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کر رہا ہے۔ پس ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر اور کوئی زیادتی نہ کر اور ہمیں سیدھے رستے کی طرف ہدایت دے۔

•یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰکَ خَلِیۡفَۃً فِی الۡاَرۡضِ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ بِالۡحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الۡہَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ

(ص: 27)

اے داؤد! یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر اور میلانِ طبع کی پیروی نہ کر ورنہ وہ (میلان) تجھے اللہ کے رستے سے گمراہ کر دے گا۔

جتنی زیادتی اُتنی سزا

•وَ اِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِہٖ ؕ وَ لَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَہُوَ خَیۡرٌ لِّلصّٰبِرِیۡنَ

(النحل: 127)

اور اگر تم سزا دو تو اتنی ہی سزا دو جتنی تم پر زیادتی کی گئی تھی اور اگر تم صبر کرو تو یقیناً صبر کرنے والوں کے لئے یہ بہتر ہے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف محمود)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی ایک جماعت کا نام لیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں جب کوئی شخص فوت ہوجاتا تو جس شخص کے متعلق حضرت عمرؓ یہ سمجھتے تھے کہ وہ منافقین کی اس جماعت سے تعلق رکھتا ہے تو آپؓ حضرت حُذیفہؓ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں نماز جنازہ پڑھنے کے لیے ساتھ لے جاتے۔ اگر تو حضرت حُذیفہؓ آپؓ کے ساتھ چل پڑتے تو حضرت عمرؓ بھی اس شخص کی نماز جنازہ ادا کرلیتے اور اگر حضرت حُذیفہؓ اپنا ہاتھ حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے چھڑوا لیتے تو حضرت عمرؓ بھی اس کی نماز جنازہ ترک کردیتے۔

(السیرۃ الحلبیۃ (مترجم) جلد 3 نصف اوّل صفحہ 440-441 مطبوعہ دار الاشاعت کراچی 2009ء)

حضرت عمرؓ کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو ظاہر اُپورا کرنے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمرؓ جو صدق اخلاص سے بھر گئے تھے انہوں نے یہ مزہ پایا کہ ان کے بعد خلیفہ ثانی ہوئے۔ غرض اس طرح پر ہر ایک صحابی نے پوری عزت پائی۔ قیصر و کسریٰ کے اموال اور شاہزادیاں ان کے ہاتھ آئیں۔ لکھا ہے ایک صحابی کسریٰ کے دربار میں گیا۔ ملازمانِ کسریٰ نے سونے چاندی کی کرسیاں بچھوادیں اور اپنی شان و شوکت دکھائی۔ اس نے کہا کہ ہم اس مال کے ساتھ فریفتہ نہیں ہوئے۔ ہم کو تو وعدہ دیا گیا ہے کہ کسریٰ کے کڑے بھی ہمارے ہاتھ آجائیں گے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کڑے ایک صحابی کو پہنادیے تاکہ وہ پیشگوئی پوری ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 46)

(خطبہ جمعہ 29 اکتوبر 2021ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

سید عمار احمد

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

بابت مختلف ممالک وشہر

قسط 14

ارشادات برائے قادیان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں آج کل طاعون سے قادیان کے محفوظ رہنے کے لیے بہت دعائیں کرتا ہوں اور باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے وعدے فرمائے ہیں لیکن یہ سُوءِ ادب اور انبیاء کے طریق سے دور ہے کہ خدا کی لَا یُدْرَکْ شان اور غناء ذاتی سے خوف نہ کیا جاوے۔ آج پہلے وقت ہی یہ الہام ہوا۔

دلم می بلرزد چو یاد آورم
مناجات شوریدہ اندر حرم

شوریدہ سے مراد دعا کرنے والا ہے اور حرم سے مراد جس پر خدا نے تباہی کو حرام کر دیا ہو اور دلم مے بلرز دخدا کی طرف ہے یعنی یہ دعائیں قوی اثر ہیں میں انہیں جلدی قبول کرتا ہوں۔ یہ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کا نشان ہے دلم مے بلرزد بظاہر ایک غیر محل سا محاورہ ہوسکتا ہے مگر یہ اسی کے مشابہ ہے جو بخاری میں ہے کہ مومن کی جان نکالنے میں مجھے تردد ہوتا ہے۔

توریت میں جو پچھتانا وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں دراصل وہ اسی قسم کے محاورہ ہیں جو اس سلسلہ کی ناواقفی کی وجہ سے لوگوں نے نہیں سمجھے۔ اس الہام میں خدا تعالیٰ کی اعلیٰ درجہ کی محبت اور رحمت کا اظہار ہے اور حرم کے لفظ میں گویا حفاظت کی طرف اشارہ ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 67-68 ایڈیشن 2016ء)

اس کے بعد حضرت اقدس نے لیکھرام کے متعلق کشف کا ذکر کیا جو کہ برکات الدعاء کے ٹائیٹل پیج پر چھپا ہوا ہے۔

بعدازیں فرمایا کہ:۔ ایک دفعہ میں نے اس لیکھرام کے متعلق دیکھا کہ ایک نیزہ ہے اس کا پھل بڑا چمکتا ہے اور لیکھرام کا سر پڑا ہوا ہے اسے اس نیزے سے پرو دیا ہے اور کہا گیا ہے کہ پھر یہ قادیان میں نہ آوے گا (ان ایام میں لیکھرام قادیان میں تھا اور اس کے قتل سے ایک ماہ پیشتر کا یہ واقعہ ہے) فرمایا کہ:۔

یہ عجائبات ہیں ختم ہونے میں نہیں آتے لیکھرام کے قتل کے وقت جب تلاشی میں کاغذات دیکھے گئے تو اس میں بہت سے خط نکلے جن میں لکھا تھا کہ وہ خبیث مارا گیا ہے اچھا ہوا کہ پیشگوئی پوری ہوئی اس میں جو پیشگوئی پوری کے الفاظ تھے وہ حکام سے ہر شک اور شبہ کو دور کرتے تھے۔

(ملفوظات جلد 4صفحہ 9-10 ایڈیشن 2016ء)

ظہر سے پہلے لودھیانہ سے آئے ہوئے احباب نے شرف نیاز حاصل کیا۔ قاضی خواجہ علی صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب کی ملاقات کا ذکر کیا کہ میں نے ان کو کہا تھا کہ قادیان چلو۔

فرمایا: اگر وہ یہاں آجاوے تو اس کو اصل حالات معلوم ہوں اور ہماری جماعت کی ترقی کا پتہ لگے وہ ابھی تک تین سو تک ہی کہتا ہے اور یہاں اب ڈیڑھ لاکھ سے بھی تعداد زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اگر شبہ ہو تو گورنمنٹ کے حضور درخواست کر کے ہماری جماعت کی الگ مردم شماری کرالیں۔ براہین احمدیہ میں جو لکھا تھا کہ اِذَا جَآءَ نَصۡرُاللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ۔ وَانۡتَھٰی اَمۡرُ الزَّمَانِ اِلَیۡنَا۔ اَلَیۡسَ ھٰذَا بِالۡحَقِّ۔ اب دیکھیں کہ وہ وقت آیا ہے یا نہیں۔ گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں جو میموریل ستمبر 1899ء میں بھیجا گیا تھا۔ اس میں صاف اس امر کی پیشگوئی ہے کہ یہ جماعت تین سال میں ایک لاکھ ہو جائے گی اور وہ پوری ہوگئی۔ بہت سے لوگ ایسے ضعفاء وغرباء میں سے ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں مگر آ نہیں سکتے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 22 ایڈیشن 2016ء)

عرب صاحب نے ادھر ادھر غیر آبادی کو دیکھ کر عرض کی کہ یہ صرف حضور ہی کا دم ہے کہ جس کی خاطر اس قدر انبوہ ہے ورنہ اس غیر آباد جگہ میں کون اور کب آتا ہے۔

فرمایا کہ:۔ اس کی مثال مکہ کی ہے کہ وہاں بھی عرب لوگ دور دراز جگہوں سے جا کر مال وغیرہ لاتے ہیں اور وہاں بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے اس سورۃ میں لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ۔ اٖلٰفِھِمۡ۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 53 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

وہ دیکھتے کہ اس قدر نصرتیں اور تائیدیں جو اللہ تعالیٰ کر رہا ہے کیا یہ کسی مفتری اور کذاب کو بھی مل سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کوئی شخص نصرتِ الٰہی کے بغیر اس قدر دعویٰ کب کرسکتا ہے۔ کیا وہ تھکتا نہیں؟ اور پھر اللہ تعالیٰ مفتری کے لیے اس قدر غیرت نہیں دکھاتا کہ اسے ہلاک کرے؟ بلکہ اس کو مہلت دیتا جاتا ہے اور نہ صرف مہلت بلکہ اس کی پیشگوئیوں کو بھی سچا کر دیتا ہے اور دوسرے لوگوں کے مقابلے میں جو اس کی مخالفت کرتے ہیں اسی کی تائید کرتا ہے اور اسی کو فتح دیتا ہے۔ انسانی حکومت کے مقابلہ میں اگر کوئی شخص افتراء کرتا ہے اور جھوٹی حالت بنا کر کہے کہ میں عہدہ دار ہوں تو وہ پکڑا جاتا ہے اور اس کو سخت سزا دی جاتی ہے لیکن کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ایک مفتری اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتا جاوے اور پھر نشان بھی دکھاتا جاوے اور اسے کوئی نہ پکڑے۔ براہین احمدیہ کی اشاعت کو بیس برس کے قریب ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ گاؤں میں بھی ہم کو کوئی شناخت نہیں کرتا تھا۔ گاؤں والے موجود ہیں۔ خود مولوی محمد حسین جس نے اس کتاب پر ریویو لکھا ہے زندہ موجود ہے اس سے پوچھو کہ اس وقت کیا حال تھا۔ ایسے وقت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ فوج در فوج لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ یَاۡتُوۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ دور دراز سے تیرے پاس لوگ آئیں گے اور تحائف آئیں گے۔ اور پھر یہ بھی کہا کہ لوگوں سے تھکنا مت۔ اب کوئی سوچے اور دیکھے کہ خدا تعالیٰ کے یہ وعدے کس طرح پر پورے ہوئے ہیں۔ ان فہرستوں کو گورنمنٹ کے پاس دیکھ لے جو آنے والے مہمانوں کی مرتب ہو کر ہفتہ وار جاتی ہیں اور ڈاک خانہ اور ریل کے رجسٹروں کی پڑتال کرے جس سے پتہ لگے گا کہاں کہاں تحائف اور روپیہ آرہا ہے اور قادیان میں بیٹھ کر دیکھیں کہ کس قدر ہجوم اور انبوہ مخلوق کا ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی طرف سے بشارت اور قوت نہ ملے تو انسان تھک جاوے اور ملاقاتوں سے گھبرا اُٹھے۔ مگر جیسے اس نے یہ الہام کیا کہ گھبرانا نہ ویسے ہی قوت بھی عطا کی کہ گھبراہٹ ہوتی ہی نہیں اور ایسا ہی انگریزی، اردو، عربی، عبرانی میں بہت سے الہامات ہوئے جو اس وقت سے چھپے ہوئے موجود ہیں اور پورے ہو رہے ہیں۔ اب خدا ترس دل لے کر میرے معاملہ پر غور کرتے تو ایک نور ان کی رہبری کرتا اور خدا کی روح ان پر سکینت اور اطمینان کی راہیں کھول دیتی۔ وہ دیکھتے کے کیا یہ انسانی طاقت کے اندر ہے جو اس قسم کی پیشگوئی کرے؟ انسان کو اپنی زندگی کے ایک دم کا بھروسہ نہیں ہوسکتا تو یہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ تیرے پاس دور دراز سے مخلوق آئے گی اور ایسے زمانے میں خبر دیتا ہے جبکہ وہ محجوب ہے اور اس کو کوئی اپنے گاؤں میں بھی شناخت نہیں کرتا۔ پھر وہ پیشگوئی پوری ہوتی ہے اس کی مخالفت میں ناخنوں تک زور لگایا جاتا ہے اور اس کے تباہ کرنے اور معدوم کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی جاتی مگر اللہ تعالیٰ اس کو برومند کرتا اور ہر نئی مخالفت پر اس کو عظیم الشان ترقی بخشتا ہے۔ کیا یہ خدا کے کام ہیں یا انسانی منصوبوں کے نتیجے؟ اصل یہی ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں اور لوگوں کی نظروں میں عجیب۔ مولویوں نے مخالفت کے لیے جہلاء کو بھڑکایا اور عوام کو جوش دلایا، قتل کے فتوے دیئے، کفر کے فتوے شائع کئے اور ہر طرح سے عام لوگوں کو مخالفت کے لئے آمادہ کیا مگر کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ کی نصرتیں اور تائیدیں اور بھی زور کے ساتھ ہوئیں۔ اسی کے موافق جو اس نے کہا تھا کہ ’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا مگر خدا تعالیٰ اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 4صفحہ 117-119 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

پھر آریوں کے مقابل میں ایک نشان مجھے دیا گیا جو لیکھرام کے متعلق تھا وہ اسلام کا دشمن تھا اور گندی گالیاں دیا کرتا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتا تھا۔ یہاں قادیان آیا اور اس نے مجھ سے نشان مانگا میں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی۔ چنانچہ میں نے اس کو شائع کر دیا اور یہ کوئی مخفی بات نہیں کل ہندوستان اس کو جانتا ہے کہ جس طرح قبل از وقت اس کی موت کا نقشہ کھینچ کر دکھایا گیا تھا اسی طرح وہ پورا ہو گیا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے نشانات ہیں جو ہم نے اپنی کتابوں میں درج کیے ہیں اور اس پر بھی ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا خدا تھکنے والا خدا نہیں وہ تکذیب کرنے والوں کے لیے ہر وقت طیار ہے میں نے پنجاب کے مولویوں اور پادریوں کو ایسی دعوت کی ہے کہ وہ میرے مقابل میں آ کر ان نشانات کو جو ہم پیش کرتے ہیں فیصلہ کر لیں۔ اگر ان کو نہ مانیں تو دعا کرسکتا ہوں اور اپنے خدا پر یقین رکھتا ہوں کہ اور نشان ظاہر کر دے گا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ وہ صدق نیت سے اس طرف نہیں آتے بلکہ لیکھرامی حملے کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کسی کی حکومت کے نیچے نہیں ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 208 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اختلاف مذاہب کا جو خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت عملی سے رکھا ہے یہ

بھی ایک عمدہ چیز ہے۔ اس سے انسانوں کی عقل بڑھتی ہے دنیا میں اگر کسی معاملہ میں اتفاق بھی کرتے ہیں تو اس کی باریک در باریک جزئیوں تک پہنچنا محال ہو جاتا ہے اور جزئی در جزئی نکلتی چلی آتی ہے۔ تبادلہ خیالات کے لیے مجمعوں میں تقریریں کرنی بھی اچھی چیز ہیں لیکن ابھی تک ہمارے ملک میں ایسے مہذب لوگ بہت ہی کم ہیں بلکہ نہیں ہیں جو آرام اور امن کے ساتھ اپنی مخالف رائے ظاہر کرسکیں۔

میں نے خود یہ چاہا تھا اور میرا ارادہ ہے کہ قادیان میں ایک جگہ ایسی بناویں جہاں مختلف لوگ مذاہب کے جمع ہو کر اپنے اپنے مذہب کی صداقت اور خوبیوں کو آزادی سے بیان کرسکیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اگر اظہارحق کے لیے مباحثے اور تقریریں ہوں تو بہت اچھی بات ہے مگر تجربہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ ان میں فتنہ وفساد کا مظنہ ہوتا ہے اس لیے میں نے ان مباحثوں کو چھوڑ دیا ہے ممکن دو چار آدمی ایسے بھی ہوں جو صبر اور نرمی کے ساتھ اپنے مخالف کی بات سن لیں لیکن کثرت ایسے لوگوں کی ہوگی جو عوام الناس میں سے ہوتے ہیں اور وہ اپنے مخالف کے منہ سے ایک لفظ بھی اپنے مذہب کے خلاف نہیں سن سکتے خواہ وہ کتنا ہی نرم کیوں نہ ہو۔ چونکہ جب مخالف بیان کرے گا تو کوئی نہ کوئی لفظ اس کے منہ سے ایسا نکل سکتا جو اس کے فریق مخالف کی غلطی کے اظہار میں ہوگا اور اس سے عوام میں جوش پھیل جاتا ہے ایسی جگہ تو تب امن رہ سکتا ہے جب سمجھانے والا اور سمجھنے والا اس طرح بیٹھیں کہ جیسے باپ بیٹے میں کوئی برائی دیکھتا ہے اور اس کو سمجھاتا ہے تو وہ نرمی اور صبر سے اس کو سن لیتا ہے ایسی محبت کی کشش سے البتہ فائدہ ہوتا ہے غیظ وغضب کی حالت میں یہ امید رکھنا کہ کوئی فائدہ ہوگا خام خیال ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 254-255 ایڈیشن 2016ء)

نقل رقعہ منجانب
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بنام میاں گل محمد صاحب عیسائی

بشرط خیر وعافیت اور نہ پیش آنے کسی مجبوری کے میری طرف سے یہ وعدہ ہے کہ اگر 20 اکتوبر 1903ء کے بعد میاں گل محمد صاحب اس بات کی مجھے اطلاع دیں کہ وہ قادیان میں آنے کے لیے طیار ہیں تو میں ان کو بلالوں گا تا جو سوال کرنا ہو وہ کریں۔ سوال صرف ایک ہوگا اور فریقین کے لیے جواب اور جواب الجواب دینے کے لیے چار دن کی مہلت ہوگی اور انہی چار دنوں کے اندر میرا بھی حق ہوگا کہ یسوع مسیح اور اس کی خدائی کی نسبت یا انجیل اور توریت کے تناقض کی نسبت جو عیسائیوں کے موجودہ عقیدہ سے پیدا ہوتا ہے، کوئی سوال کروں۔ ایسا ہی ان کا حق ہوگا کہ وہ جواب دیں۔ پھر میرا حق ہوگا کہ جواب الجواب دوں۔ اور یہ امر ضروری ہوگا کہ میاں گل محمد صاحب قادیان سے جانے سے پہلے مجھے اطلاع دیں کہ وہ اسلام یا قرآن شریف پر کیا اعتراض کرنا چاہتے ہیں تا ہم بھی دیکھیں کہ واقعی وہ اعتراض ایسا ہے کہ یسوع مسیح کی انجیل یا اس کے چال چلن یا اس کے نشانوں پر وارد نہیں ہوتا۔ گو مجھے بہت افسوس ہے کہ ایسے لوگوں کو مخاطب کروں کہ اب بھی اور اس زمانہ میں اس شخص کو جس کے انسانی ضعف اس کی اصل حقیقت کو ظاہر کر رہے ہیں خدا کر کے مانتے ہیں مگر ہمارا فرض ہے کہ ذلیل سے ذلیل مذہب والوں کو بھی ان کے چیلنج کے وقت رد نہ کریں اس لیے ہم رد نہیں کرتے۔ بالآخر یہ ضروری ہے کہ وہ اپنا صحیح اور پورا پتہ لکھ کر مجھے دیں تا میرے جواب کے پہنچنے میں کوئی دقت پیش نہ آوے یعنی لاہور میں کہاں اور کس محلہ میں رہتے ہیں اور پورا پتہ کیا ہے مکرر یہ کہ آپ کے اطمینان کے لیے جیسا کہ رات کو آپ نے تقاضا کیا تھا میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ اگر آپ میرے لکھنے پر قادیان میں آویں اور میری کسی مجبوری سے بغیر مباحثہ کے واپس جاویں تو میں دوطرفہ آپ کو لاہور کا کرایہ دوں گا اور جو رات کو آپ کو مبلغ تین روپے دیئے گئے ہیں۔ اس میں آپ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ کی حرجہ کی روح سے آپ کا یہ حق تھا کیونکہ جس حالت میں ہم نے اپنی گرہ سے خرچ اٹھا کر آپ کو روکنے کے لیے لاہور میں تار بھیج دیا تھا اور تین خط بھی بھیجے پھر اس صورت میں آپ کا یہ نقصان آپ کے ذمہ تھا مگر میں نے محض مذہبی مروت کے طور پر آپ کو تین روپے دیئے ورنہ کچھ آپ کا حق نہ تھا۔ ایسا ہی اس وقت تک کہ آپ کی نیت میں کوئی صریح تعصب مشاہدہ نہ کروں ایسا ہی ہر ایک دفعہ بغیر آپ کے کسی حق کے کرایہ دے سکتا ہوں محض ایک نادار خیال کر کے نہ کسی اور وجہ سے۔

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد

6اکتوبر 1903ء

یہ رقعہ لے کر پھر بھی میاں گل محمد کو قرار نہ آیا اور جبکہ ظہر کے وقت حضرت اقدس تشریف لائے تو کہنے لگے جو الفاظ میں ایزاد کرانا چاہتا ہوں وہ کردو مگر خدا کے مسیح نے اسے مناسب نہ جانا اور آخر میاں گل محمد صاحب رخصت ہوئے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 288-290 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

جب طاعون کی آگ بھڑک رہی ہے تو اب کوئی سوچے کہ ایک مفتری کہہ سکتا ہے کہ لَوْلَا الْاِكْرَامُ لَهَلَكَ الْمَقَامُ کیا ممکن نہ تھا کہ وہ خود ہی مر جاوے اور طاعون کا شکار ہو اس وقت قادیان مثل مکہ ہے کہ اس کے اردگرد لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور یہاں خدا کے فضل سے بالکل امن ہے مکہ کی نسبت بھی ہے یُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ (العنکبوت:68) کہ لوگ اس کے گردونواح سے اچک لیے جاویں گے لَوْلَا الْاِكْرَامُ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس سرزمین سے راضی نہیں ہے اور مجھے یہ بھی الہام ہوا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 79 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اس مقام کو خدا تعالیٰ نے امن والا بنایا ہے اور متواتر کشوف و الہامات سے ظاہر ہوا ہے کہ جو اس کے اندر داخل ہوتا ہے وہ امن ہوتا ہے۔ تو اب ان ایام میں جبکہ ہر طرف ہلاکت کی ہوا چل رہی ہے اور گو کہ طاعون کا زور اب کم ہے مگر سیالکوٹ ابھی تک مطلق اس سے خالی نہیں ہے۔ اس لیے اس جگہ کو چھوڑ کر وہاں جانا خلاف مصلحت ہے۔

آخر کار تجویز یہ قرار پائی کہ جان صاحب کی شادی ہے وہ اور لڑکی کی طرف سے اس کا ولی ایک شخص وکیل ہو کر یہاں قادیان میں آجاویں اور یہاں نکاح ہو۔ حضرت صاحب کی دعا بھی ہوگئی اور خود مولوی عبدالکریم صاحب کیا بلکہ حضرت اقدسؑ بھی اس تقریب نکاح میں شامل ہو جاویں گے۔ کیا اچھا ہو کل احمدی احباب اس تجویز پر عملدرآمد کریں اور جب کبھی کسی کا نکاح ہونا ہو اور خدا تعالیٰ نے ان کو استطاعت دی ہو کہ سفر خرچ برداشت کر کے یہاں پہنچ سکیں تو وہ نکاح یہاں قادیان ہی میں ہوا کرے۔

جس لڑکے کے رشتہ کی یہ تقریب تھی اس کا رشتہ اول ایک ایسی جگہ ہوا ہوا تھا جو کہ حضرت کی بیعت میں نہیں تھے اور جب یہ رشتہ قائم ہوا تھا تو اس وقت لڑکا بھی شامل بیعت نہ تھا جب لڑکے نے بیعت کی تو لڑکی والوں نے اس لیے لڑکی دینے سے انکار کر دیا لڑکا مرزائی ہے۔

اس ذکر پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ:

اول اول یہ لوگ ایک دوسرے کو کافر کہتے تھے سنی وہابیوں کی اور وہابی سنی کی تکفیر کرتا تھا مگر اب اس وقت سب نے موافقت کر لی ہے اور سارا کفر اکٹھا کر کے گویا ہم پر ڈال دیا ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 177-178 ایڈیشن 2016ء)

ایک یورپین صاحب ہمراہی میاں معراج الدین عمرؔ وحکیم نور محمد صاحب احمدی..... عصر کے وقت قادیان پہنچ گئے جہاں قادیانی احمدی احباب نے بڑے تپاک سے ان کا استقبال کیا۔ نماز مغرب میں وہ جماعت کے ساتھ شامل ہوئے ..... بعد ادائیگی نماز میاں معراج الدین صاحب عمرؔ نے ان کو حضرت اقدس سے انٹروڈیوس کیا اور ان کے مزید حالات سے یوں اطلاع دی کہ

یہ ایک صاحب ہیں جو کہ آسٹریلیا سے آئے ہیں 7 سال سے مشرف باسلام ہیں اخبارات میں بھی آپ کا چرچا ہے آسٹریلیا سے لنڈن گئے اور وہاں سفیر روم سے انہوں نے ارادہ ظاہر کیا کہ اسلامی علوم سے واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ سفیر روم نے ان کو کہا کہ تم قاہرہ (دار السلطنت) مصر میں جاؤ مگر تاہم مشورہ کے طور پر لارڈ سٹینلے نے ان کو مشورہ دیا کہ تمہارا یہ مدعا بمبئی میں حاصل ہوگا۔ یہ وہاں پھرتے ہوئے کلکتہ آئے۔ راستہ میں ایک رؤیا دیکھی اور اس جگہ سے لاہور آئے۔ جہاں کہ انہوں نے حضور کا تذکرہ سنا اور اب زیارت کے لیے یہاں حاضر ہوئے۔ اب ہم ذیل میں وہ گفتگو درج کرتے ہیں جو کہ نومسلم صاحب اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان ہوئی۔ مشرف باسلام ہو کر ان کا نام عبدالحق رکھا گیا تھا۔

ذیل کی گفتگو جو کہ محمد عبدالحق اور حضرت اقدس کے مابین ہوئی۔ اس کے ترجمان خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر بی۔ اے تھے۔

محمد عبدالحق صاحب: میں جہاں کہیں پھرتا رہا ہوں میرا واسطہ ایسے مسلمانوں سے رہا ہے جو کہ یا تو خود انگریزی جانتے تھے اور بالمشافہ مجھ سے گفتگو کرتے تھے اور یا بذریعہ ترجمان کے ہم اپنے مطالب کا اظہار کرتے تھے میں نے ایک حد تک لوگوں کے خیالات سے فائدہ اٹھایا اور بیرونی دنیا میں جو اہل اسلام ہیں ان کے کیا حالات اور خیالات ہیں۔ اس کے تعارف کی آرزو رہی۔ روحانی طور سے جو میل جول ایک کو دوسرے سے ہوسکتا ہے اس کے لیے زبان دانی کی ضرورت نہیں ہے اور اس روحانی تعلق سے انسان ایک دوسرے سے جلد مستفید ہوسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود: ہمارے مذہب اسلام کے طریق کے موافق روحانی طریق صرف دعا اور توجہ ہے لیکن اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے وقت چاہیے کیونکہ جب تک ایک دوسرے کے تعلقات گاڑھے نہ ہوں اور دلی محبت کا رشتہ قائم نہ ہوجائے تب تک اس

بقیہ صفحہ 9 پر

ذیشان محمود ۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

خلفائے احمدیت کی تحریکات

الفضل پڑھنے کی تحریک

قسط 12

الفضل کے پہلے صفحہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پڑھانے کا تازہ ارشاد

امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 7/نومبر 2021ء کو نیشنل عاملہ جماعت احمدیہ فن لینڈ کے ساتھ آن لائن ملاقات فرمائی۔جس میں ایک دوست نے سوال کیا کہ پیارے حضور لوگوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کا شوق کیسے پیدا کیا جائے؟

حضورِانور نے فرمایا کہ کیسے پیدا کیا جائے؟ مختلف topics کے اوپر چھوٹے چھوٹے اقتباس بنا کے، ان کو ٹائپ کر کے، پرنٹ نکال کے لوگوں کو دیں۔ ایک کتاب کو لگاتار پڑھنا لوگوں کے لیے جن کو پڑھنے کا شوق ہی نہیں مشکل ہے۔ تو وہ اقتباسات آپ دیں گے تو اس ٹاپک (topic) کے اوپر کچھ نہ کچھ توجہ پیدا ہو گی۔ انگلش میں، اردو میں ٹائپ کر کے گھروں کو دیا کریں۔ کتابیں نہیں تو کم از کم اقتباسات ہی پڑھنا شروع کر دیں گے۔ الفضل میں اقتباسات آتے ہیں جو روزنامہ الفضل میں اور جو انٹرنیشنل الفضل ہے اس میں پہلے صفحہ پہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات آتے ہیں وہی نکال کے دے دیا کریں لوگوں کو تو کچھ نہ کچھ تو کم از کم پتہ لگ جائے گا ناں۔ باقی آج کل رجحان ہی نہیں پڑھنے کا۔ آج کل تو رجحان یہ ہے کہ سوشل میڈیا پہ دیکھ لو، سن لو، تیس سیکنڈ کے اندر اندر جو بات کان میں پڑ جائے وہ دیکھ لو۔ یا ٹی وی پہ بیٹھ کے پروگرام دیکھ لو۔ اس کی طرف رجحان زیادہ ہو گیا ہے اور یا پھر آڈیو بکس بنائیں۔ وہ بنا کے دیں تا کہ ٹریول (travel) کرتے ہوئے، ٹیکسی چلاتے ہوئے، اِدھر اُدھر جاتے ہوئے کانوں پہ لگا لیں، وہ سن لیں۔ وہ بھی دلچسپی کا سامان ہو جاتا ہے۔ پڑھنے کا رواج ویسے ہی کم ہو گیا ہے عموماً۔ اس لیے ایک تو مختلف ٹاپکس کے چھوٹے چھوٹے اقتباسات لیں، آج کل کے جو ٹاپکس ہیں contemporary، نمازوں کی ضرورت، خدا کی وحدانیت، اللہ تعالیٰ کے وجود کی، existance of Allah کی ضرورت ہے کہ نہیں ہے، اور یہ سب بہت سارے ٹاپکس ایسے ہیں تو ان کے اوپر اقتباس نکال کے، پرنٹ کر کے لوگوں کو بھیجیں۔ پھر آڈیو بنا کے بھیجیں تو اس طرح لوگوں کو کم از کم کچھ نہ کچھ تو آواز کان میں پڑے گی ناں۔ کتابیں پڑھنے کا اب رواج نہیں رہا۔ کتابیں سننے کا رواج ہے۔ آڈیو بکس بنا دیں۔ اس لیے الاسلام نے بھی بہت ساری آڈیو بکس بنائی ہوئی ہیں ان کو بھی دیکھیں۔ ڈاؤن لوڈ کر کے سن سکتے ہیں یا ریکارڈ کر کے لوگوں کو دے سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے ناں!

پہلے اپنے گھروں میں بیان کریں

آپ لوگوں کو بیان کرنے سے پہلے اپنے گھروں میں بیان کریں۔ پہلے تو بچوں کے ساتھ اتنی دوستی رکھیں کہ بچے جب اسکول سے آئیں تو بتائیں کہ آج سکول میں اس بارے میں ہمیں کیا پڑھایا اور پھر آپ اس کو بتائیں کہ تمہاری عمر کیا ہے اور بعض باتیں جو تمہیں اب بتائی جارہی ہیں تمہیں تو اس کا شعور بھی نہیں ہے، تمہیں سمجھ بھی نہیں آ سکتی کہ کیا چیز ہے اور کیا چیز نہیں ہے۔ جب تم بالغ ہو گے تمہیں سمجھ آئیں گی۔ پھر تم دوبارہ سوال پوچھنا پھر تمہیں سمجھایا جائے گا اور پھر جو سوال تمہارے ذہن میں اٹھیں ان کے جواب بھی تمہیں مل جائیں گے۔ پھر مذہب اس کے بارے میں کیا کہتا ہے ان بچوں کے لیول پہ رکھ کے، پانچ سال کا بچہ، آٹھ سال کا بچہ، دس سال کا بچہ، بارہ سال کا بچہ، پندرہ سال کا بچہ اور ان سے بے تکلف ہو کے پھر ان سے باتیں کرنی پڑیں گی، نہیں تو دوسروں کی اصلاح کرتے کرتے آپ اپنے بچوں کو ضائع نہ کر دیں۔ اصل فکر یہ کرنی چاہیے۔

(الفضل انٹرنیشنل 19 نومبر 2021ء)

الفضل کا پہلا صفحہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس سے قبل بھی یہ تحریک فرما چکے ہیں۔ جامعہ احمدیہ یو۔ کے کی کلاس سے 17 مارچ 2007ء میں حضور انور نے دریافت فرمایا:۔

’’الفضل ربوہ آتا ہے‘‘ اور تلقین فرمائی کہ ’’الفضل کا پہلا صفحہ ملفوظات والا پڑھا کرو۔ اگر کوئی کتاب نہیں پڑھ رہے تو وہی پڑھو، رسالوں میں کوئی نہ کوئی اقتباس چھپا ہوتا ہے۔ اس میں سے پڑھا کرو۔ ابھی سے یادداشت میں فرق پڑ جائے گا اور عادت پڑ جائے گی‘‘

(الفضل 18 جون 2008ء)

الفضل خرید کر پڑھنے کی تحریک

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’میرے سامنے جب کوئی کہتا ہے کہ الفضل میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اسے خریدا جائے تو میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ مجھے تو اس میں کئی باتیں نظر آ جاتی ہیں آپ کا علم چونکہ مجھ سے زیادہ وسیع ہے اس لئے ممکن ہے کہ آپ کو اس میں کوئی بات نظر نہ آتی ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ جب کسی کے دل کی کھڑکی بند ہو جائے تو اس میں کوئی نور کی شعاع داخل نہیں ہو سکتی پس اصل وجہ یہ نہیں ہوتی کہ اخبار میں کچھ نہیں ہوتا بلکہ اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے اپنے دل کا سوراخ بند ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اخبار میں کچھ نہیں ہوتا۔ اس سستی اور غفلت کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری اخباری زندگی اتنی مضبوط نہیں جتنی کہ ہونی چاہئے حالانکہ یہ زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے اور اس زمانہ میں اشاعت کے مراکز کو زیادہ سے زیادہ مضبوط ہونا چاہئے‘‘

(انوارالعلوم جلد 14 صفحہ 543)

ہر گھر کو الفضل لگوانے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

’’سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر گھر میں الفضل پہنچے اور الفضل سے ہر گھر فائدہ اٹھا رہا ہو۔ ابھی جماعت کے حالات ایسے ہیں کہ شاید ہر گھر میں الفضل نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن جماعت کے حالات ایسے نہیں کہ ہر گھر اس سے فائدہ بھی نہ اٹھا سکے۔ اگر ہر جماعت میں الفضل پہنچ جائے اور الفضل کے مضامین وغیرہ دوستوں کو سنائے جائیں تو ساری جماعت اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ خصوصاً خلیفہ وقت کے خطبات اور مضامین اور درس اور ڈائریاں وغیرہ ضرور سنائی جائیں۔ خصوصاً میں نے اس لئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ وقت کو امر بالمعروف کا مرکزی نقطہ بنایا ہے۔ ...... ہر جماعت میں کم از کم ایک پرچہ الفضل کا جانا چاہئے اور اس کی ذمہ داری امراء اضلاع اور ضلع کے مربیان پر ہے اور اس کی تعمیل دو مہینے کے اندر اندر ہو جانی چاہئے۔ ورنہ بعض دفعہ تو میں یہ سوچتا ہوں کہ ایسے مربیوں کو جو ان باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے کام سے فارغ کر دیا جائے اگر ان لوگوں نے خلیفہ وقت کی آواز جماعت کے ہر فرد کے کان تک نہیں پہنچائی تو اور کون پہنچائے گا اس آواز کو اور اگر وہ آواز جماعت کے کانوں تک نہیں پہنچے گی تو جماعت بحیثیت جماعت متحد ہو کر غلبہ اسلام کے لئے وہ کوشش کیسے کرے گی جس کی طرف اسے بلایا جا رہا ہے۔ پس الفضل کی اشاعت کی طرف جماعت کو خاص توجہ دینی چاہئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو الفضل خریدنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کے کانوں تک وہ آواز پہنچنی چاہئے جو مرکز کی طرف سے اٹھتی ہے اور خلیفہ وقت جو امر بالمعروف کا مرکزی نقطہ ہے اس کی طرف آپ کے کان ہونے چاہئیں اور اس کی طرف آپ کی آنکھیں ہونی چاہئیں اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں اسلام جلد تر غالب ہو جائے‘‘

(روزنامہ الفضل 28 مارچ 1967ء)

(اس تحریک پر آج کمپیوٹر اور نیٹ کے دور میں بآسانی عمل ہوسکتا ہے۔ جب اسے اپنے موبائل تک رسائی دیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں مرد و خواتین اپنے موبائل و دیگر gadgets کے ذریعہ الفضل پڑھ کر اس تحریک پر لبیک کہنے والے بن رہے ہیں۔)

الفضل کی بیس ہزار اشاعت کی تحریک

جلسہ سالانہ 1982ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے الفضل کی اشاعت 10 ہزار تک بڑھانے کی تحریک فرمائی اور جب مارچ 1984ء میں مینیجر الفضل کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں ایک چٹھی لکھی گئی جس میں یہ ذکر تھا کہ ماہ فروری 1984ء میں الفضل کی اشاعت سات ہزار تھی (خطبہ نمبر کی اشاعت آٹھ ہزار تھی) اس پر حضورؒ نے اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا۔

’’ابھی تک اشاعت تھوڑی ہے۔ دس ہزار تو میں نے کم سے کم کہی تھی۔ پندرہ بیس ہزار ہونی چاہئے‘‘۔

(اب بفضل اللہ تعالیٰ الفضل کی اشاعت 10 ہزار سے تیس گنا زیادہ ہوچکی ہے۔ الحمدللہ علی ذالک)

الفضل پڑھنے کی تلقین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے

بقیہ صفحہ 9 پر

منور علی شاہد۔ جرمنی

صدی کا سب سے بڑا اور عظیم کھلاڑی
جہانگیر خان

اسکواش کے پاکستانی کھلاڑی جہانگیر خان کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنے دور میں اسکواش کے میدان میں فتوحات کے ناقابل یقین ریکارڈ قائم کئے اور لمبا عرصہ تک اسکواش کے بادشاہ کے طور پر حکمرانی کی اور دنیا کے کسی بھی قوم کے کھلاڑی کو اپنے مقابل پر کھڑا نہ ہونے دیا اور سالوں تک عالمی نمبر 1 کھلاڑی کے طور پر کھیلتے رہے۔ ان کو بلاشبہ کھیلوں کی دنیا کا عظیم ترین کھلاڑی تسلیم کیا گیا جو پاکستان کے لئے بھی ایک بڑے اعزاز سے کم نہیں ہے۔ پاکستان کے نام کو عالمی سطح پر روشن کرنے میں بھی جہانگیر خان پہلے نمبر پر رہے ہیں۔ جہانگیر خان نے صرف اسکواش ہی نہیں بلکہ ہر کھیل کے حوالے سے بھی حیرت انگیز ریکارڈ قائم کر رکھے ہیں۔ انہوں نے ورلڈ اوپن اسکواش کے ساتھ ساتھ دنیا کا ہر چھوٹا بڑا اہم ٹورنامنٹ جیت رکھا ہے اور ہر قسم کی چیمپئین شپ جیتی۔صرف 17سال کی عمر میں ورلڈ اوپن کا ٹائٹل جیت کر انہوں نے نہ صرف کم عمر ورلڈ چیمپئین ہونے کا آغاز اپنے نام کیا بلکہ دنیا کے دوسرے کھلاڑیوں کے لئے خطرے کی ایک ایسی گھنٹی بجائی تھی جو پھر برسوں تک بجتی ہی رہی۔ 1981ء سے لیکر 1986ء تک جہانگیر خان اسکواش کے ہر عالمی اور ایشیائی ٹورنامنٹ میں ناقابل

شکست رہے جو ایک ناقابل یقین اور نہ ٹوٹنے والا ریکارڈ دکھائی دیتا ہے۔ جہانگیر خان نے اپنے عروج اور اسکواش پر حکمرانی کے دور میں 10 مرتبہ برٹش اوپن جیتی اور یہ اب تک ایک عالمی ریکارڈ ہے، 6 مرتبہ ورلڈ اوپن اسکواش میں فتح حاصل کی۔ ورلڈ اوپن میں انہوں نے پہلے پانچ سال 1981ء تا1985ء مسلسل ورلڈ ٹائٹل اپنے نام کئے تھے۔ برٹش اوپن چیمپئین شپ جیتنے کی ابتداء 1982ء میں پہلی بار جیتنے سے ہوئی اور پھر 1991ء تک مسلسل جیتتے رہے اور ناقابل شکست رہے۔ ان تمام عالمی ٹورنامنٹ میں فتوحات کے بعد ایک اور غیرمعمولی کامیابی جس نے ان کو کھیلوں کی دنیا کا ناقابل تسخیر کھلاڑی بنادیا تھا وہ جہانگیر خان کی 555 مقابلوں میں مسلسل فتوحات تھیں، یہ ایک ایسا ریکارڈ ہے جو شاید ہی کبھی ٹوٹ سکے۔ جہانگیر خان کی انہی غیرمعمولی کامیابیوں کے نتیجہ میں حکومت پاکستان کی طرف سے ان کو پرائڈ آف پرفارمنس اور سول ایوارڈ ہلال امتیاز دیئے جاچکے ہیں لیکن خود جہانگیر خاں عوامی خطاب ’’اسپورٹس مین آف دی میلینیم‘‘ یعنی ’’دی کا سب سے بڑا کھلاڑی‘‘ کو بڑا اعزاز سمجھتے ہیں۔ جہانگیر خان کے دور میں ناکامیوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ قانون قدرت کے مطابق کسی بھی کھیل کے کھلاڑی کو عمر کے ایک حصہ میں پہنچ کر کھیل کے میدان کو خیر باد کہنا ہوتا ہے، لہٰذا جہانگیر خان نے بھی 1993ء میں ریٹائرمنٹ لیکر اسکواش کے باقی کھلاڑیوں کو جیتنے کے مواقع فراہم کردیئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد جہانگیر خان کو عالمی تنظیموں پروفیشنل اسکواش اور ورلڈ ااسکواش فیڈریشن کی صدارت کرنے کے بھی مواقع ملے۔ آخری دور میں پاکستانی جان شیر خان ان کے سخت حریف کے طور پر سامنے آئے تھے۔

دس دسمبر 1963ء کو پیدا ہونے والے جہانگیر خان کا تعلق ایک ایسے خاندان سے ہے جس نے اسکواش کے میدان میں پہلے ہی نام کما رکھا تھا۔ ان کے والد روشن خان کئی سال برٹش اوپن جیت چکے تھے جس میں 1951ء - 1955ء تک پانچ سال مسلسل جیتی تھی، ان کے بڑے بھائی طورسم خان بھی اسکواش کے انٹرنیشنل کھلاڑی تھے اور انہی کے نقش قدم پر چلنا چاہتے تھے۔ آٹھ سال کی عمر میں ان کے والد نے ان کو ایک اسکواش ریکٹ دیا جس کی لمبائی کاٹ دی گئی تھی، 8 سالہ جہانگیر خان کو یہ ریکٹ کھلونا سمجھ کر دیا گیا تھا لیکن جہانگیر خان نے اس کو بعد میں ناقابل تسخیر اعزاز میں بدل ڈالا تھا۔

اسی طرح ان کے ایک چچازاد بھائی رحمت خان نے بھی متعدد بار عالمی اعزاز حاصل کر رکھے تھے جہانگیر خان کے ایک بھائی رستم خان بھی اسکواش کے نامور کھلاڑی تھے۔ اسکواش کو اپنی زندگی قرار دینے والے جہانگیر خان کی ابتدائی زندگی ایسی تھی کہ کوئی سوچ نہیں سکتا کہ جسمانی کمزوری کا شکار ایک لڑکا سخت ترین کھیل اسکواش کے میدان میں نئی تاریخ رقم کردیگا۔ جب وہ چودہ سال کے تھے تو بہت کمزور تھے اور بیماری کا شکار ہو گئے تھے اور اس وقت تک جہانگیر خان کے ہرنیا کے دو اپریشن بھی ہو چکے تھے، ان کے بڑے بھائی رستم

خان نے جہانگیر خان سے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ ایک دن ان کا چھوٹا بھائی ورلڈ چیمپئین بنے۔ اس بات کے کچھ ہی مہینوں یا ہفتوں بعد رستم خان آسٹریلیا میں اسکواش کھیلتے ہوئے کورٹ میں ہی ہارٹ اٹیک کے باعث انتقال کر گئے تھے، اس حادثہ نے جہانگیر خان پر گہرا اثر کیا اور اپنے بھائی کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے وہ یکدم بدل گئے اور دوڑنا اور اسکواش کھیلنا شروع کردی اس وقت جہانگیر خان کی عمر پندرہ، سولہ سال کے لگ بھگ تھی اور جسمانی طور پر دبلے پتلے کمزور تھے۔ 17 برس کی عمر میں وہ پہلی بار ورلڈ اوپن کھیلنے کینیڈا پہنچے اور تمام مقابلے جیت کر تجربہ کار عالمی کھلاڑی جوف ہنٹ کیساتھ فائنل میں پہنچے اور پہلی گیم ہارنے کے باوجود سترہ سالہ جہانگیر خان نے ہمت نہیں ہاری اور پھر اگلی تینوں گیمز جیت کر دنیا کے کم عمر ترین عالمی چیمپئین ہونے کا منفرد اعزاز اپنے نام کرلیا اور پھر وہ اسکواش اور کھیلوں کی دنیا کی نئی تاریخ رقم کرتے چلے گئے اور واپس پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اور ریکارڈ پر ریکارڈ بناتے چلے گئے۔ وہ اسکواش کی دنیا میں کامیابی کی بنیاد ٹرپل ایس یعنی ’’اسپیڈ، اسٹیمنا اور اسکل‘‘ کو قرار دیتے ہیں جہانگیر خان بلاشبہ نہ صرف عظیم کھلاڑی ہیں بلکہ وہ عظیم انسان بھی ہیں اور آج کل کراچی میں قیام پذیر ہیں۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

از صفحہ 1

ہوسکتا ہے۔ ہر دینے والا جب اس نیت سے دیتا ہے کہ مَیں دین کی خاطر دے رہا ہوں تو اس نے اپنا ثواب لے لیا۔ کس طرح خرچ کیا جا رہا ہے، اول تو صحیح طریقے سے خرچ ہوتا ہے۔ اور اگر کہیں تھوڑی بہت کمزوری ہے بھی تو چندہ دینے والے کو بہرحال ثواب مل گیا۔ اس لئے ہمیشہ ہر وہ احمدی جس کے دل میں کبھی انقباض پیدا ہو وہ اپنے اس انقباض کو دور کرے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں۔فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس لگا کر وصول کرتی ہیں اور یہاں ہم رضا اور ارادے پر چھوڑتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ بندے کی مرضی پر چھوڑ کر پھر اس کا اجر بھی بے حساب دیتا ہے۔ پابند نہیں کر رہا کہ اتنا ضرور دینا ہے۔ چھوڑ بھی بندے کی مرضی پر رہا ہے، ساتھ فرمارہا ہے جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر بھی دوں گا۔صرف یہ ہے کہ خرچ کرنے والے کی نیت نیک ہونی چاہئے۔ اس سے زیادہ سستا اور عمدہ سودا اور کیا ہوسکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 12/ جنوری 2007ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

انیس رئیس۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جاپان

یومِ ثقافت جاپان کے موقع پر تاریخی معبد میں تقریر

3نومبر کا دن جاپان کے یومِ ثقافت کے طور پر منایا جاتا ہے۔ ثقافت عربی زبان کا لفظ ہے اور انگریزی میں اس کے لئے کلچر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ کلچر کے لغوی معنوں پر غور کیا جائے تو کسی بھی قوم کی تہذیب وثقافت اور اس میں پائی جانے والی گہرائی کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔ انگریزی لغات کے مطابق کلچر اور کلٹیویشن کا منبع ایک ہی ہے جس کے بنیادی معنی کاشت، تربیت اورنشوونما کے ہیں۔یعنی جس طرح ایک بیج کئی مراحل طے کرتے ہوئے تناور درخت کی شکل اختیار کرتا ہے بعینہٖ اسی طرح دنیا کی اقوام وملل بھی برسہا برس کے تجارب سے گزرنے کے بعد تہذیب واخلاق کے مدارج طے کرتی ہیں۔

جاپانیوں کا طرزِ زیست اس بات کا غماز ہے کہ اس قوم کی تہذیب وثقافت اوراخلاق وآداب کی جڑیں نہایت گہری ہیں۔ جاپانی تاریخ و تمدن کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہے کہ اس قوم کا اخلاقی ڈھانچہ نہایت قرینے اور لطافت سے تخلیق کیا گیا ہے۔ گوکہ جاپان کی تاریخ ہزاروں سال پرانی ہے اور جاپان کا شاہی خاندان بھی دنیا کا سب سے قدیم شاہی خاندان متصور ہوتا ہے جو مسلسل اڑھائی ہزار برس سے کسی نہ کسی رنگ میں جاپانی قوم کی قیادت کر رہا ہے۔ لیکن اس تاریخ کا ایک نہایت اہم سنگ میل ’’Prince Shotoku‘‘ کا وجود ہے جو ظہورِ اسلام کے وقت جاپان کے حکمران تھے۔ شاہی خاندان کے فرزند ہونے کی وجہ سے جاپان میں آپ کو شہزادہ ’’شوتوکو‘‘ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ 574ء میں جاپان کے قدیم دارالحکومت نارا پریفیکچر کے ایک چھوٹے سے گاؤں Asuka میں پیدا ہوئے۔ آپ کی جائے پیدائش پر Tachibana Temple کے نام سے ایک بدھ مت معبد تعمیر کیا گیا ہے۔ شہزادہ ’’شوتوکو‘‘ وہ پہلے وجود تھے جنہوں نے ایک دانا اُستاد کی طرح جاپانی قوم کی اخلاقی وتربیتی بنیاد استوار کی۔

شہزادہ صاحب کی پیدائش کے وقت جاپان ٹکڑوں اور قبائل میں بٹا ہوا تھا۔ جاپان کا شاہی خاندان ایک دوسرے بارسوخ سیاسی قبیلے Soga کے زیرِ اثر تھا۔ اختلاف و انتشار کی اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے دونوں خاندانوں نے برسراقتدار ملکہ Suiko کی معاونت کے لئے شہزادہ ’’شوتوکو‘‘ کو ان کا وزیر اعظم مقرر کر دیا۔ آپ نہایت زیرک، تعلیم یافتہ اور مذہبی میلان رکھنے والے وجود تھے۔ نیز شنتو مت کے ساتھ ساتھ کنفیوشس اور گوتم بدھ کے فلسفوں سے واقف تھے۔

انہوں نے نہایت قلیل مدت میں نہ صرف یہ کہ منتشر قوم کو مجتمع کرنے میں غیرمعمولی قائدانہ کردار ادا کیا بلکہ اپنی لیاقت و قابلیت کی بدولت اپنی پھپھی ملکہ سُوئیکو کے وزیر کے ہونے کے باوجود ملک کے حقیقی حکمران متصور ہونے لگے۔ آپ نے جاپانی قوم کو سترہ نکاتی آئین فراہم کیا، یہ آئین ایک ایسی مقدس دستاویز کی مانند ہے جس نے اس قوم کی اخلاقی بنیادیں استوار کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اس آئین کی پہلی شق میں شہزادہ صاحب نے جاپانی قوم کو مل جل کر رہنے اور صبر وبرداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے باہمی اختلافات ختم کرنے کی راہ دکھلائی۔ اسی طرح حسد سے دور رہنے، حکومتی عمائدین کو اپنے نمونہ اور اخلاقی برتری سے حکومت کرنے اور اہم کاموں میں مشاورت کے اصول سکھلائے۔

امسال جاپان کے یومِ ثقافت کی ایک تقریب شہزادہ ’’شوتوکو‘‘ کی جائے پیدائش پر منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں جاپان کے مقامی مذاہب یعنی شنتو مت اور بدھ مت کے مذہبی راہنماؤں نے شرکت کی جبکہ اسلام کی نمائندگی کا اعزاز خاکسار کو حاصل ہوا اور اس موقع کی مناسبت سے حاضرین کو اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کروانے کا موقع نصیب ہوا۔

جاپان میں اسلام کے بارہ میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ گویا اسلام بہت قدیم اور دور درازصحرائی علاقہ کا مذہب ہے۔ گوکہ زمانی لحاظ سے یہودیت، مسیحیت، شنتو مت اور بدھ مت کے مقابل اسلام سب سے جدید مذہب ہے لیکن عدم واقفیت اور عصرِحاضر میں عالم اسلام کی ابتر حالت کے پیش نظر جاپانیوں کی اکثریت اس خیال میں مبتلاء ہوجاتی ہے کہ گویا اسلام اور قرآنی تعلیم کسی بہت ہی دور کے زمانے کی باتیں ہیں۔ اس پس منظر میں جاپانی سامعین کے لئے یہ بات نہایت دلچسپی اور توجہ کا باعث تھی کہ وہ وجود جسے اہل جاپان اپنا ہادی و راہنما تصور کرتے ہیں وہ بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر تھے۔

خاکسار نے اس موقع پر اپنی تقریر میں شہزادہ ’’شوتوکو‘‘ کے سترہ اصولوں کے بالمقابل آیاتِ قرآنی پیش کر کے اس بات کی وضاحت کی کہ اسلام نہ صرف امن وآشتی کا داعی مذہب ہے بلکہ ایک ایسا اخلاقی فلسفہ ہے جس نے ایک عالم کو متاثر کیا۔

تقریب کے اختتام پر معبد کے چیف محترم Takaucih صاحب نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ:۔

’’بانیٔ اسلام حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارہ میں جان کر نہایت خوشی ہوئی کہ وہ جاپانی بدھ مت کے بانی شہزادہ ’’شوتوکو‘‘ کے ہم عصر وجود تھے۔ شہزادہ ’’شوتوکو‘‘ کا زمانہ جاپان میں ایک جدید زمانہ خیال کیا جاتا ہے۔ اور جس طرح شہزادہ ’’شوتوکو‘‘ کے آئین کا قرآنی تعلیم سے موازنہ کیا گیا اس سے اسلامی تعلیم کو سمجھنے میں مدد ملی ہے۔ اسلام کے بارہ میں نہ صرف یہ کہ ہماری معلومات میں اضافہ ہوا بلکہ بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا ہے‘‘

محترمہ Mikiko Masamichi صاحبہ نے اپنے تاثرات میں تحریر کیا کہ بظاہر اسلام اور جاپان دو مختلف اور متضاد باتیں لگتی ہیں۔ لیکن قرآن کریم کی اخلاقی تعلیم کے بارہ میں جان کر خوشی ہوئی۔ یہ تو بالکل وہی باتیں ہیں جو صدیوں سے ہمارے مذہب اور ثقافت کا حصہ چلی آرہی ہیں‘‘

ایک جاپانی خاتون محترمہ Nozomi Motoyoshi صاحبہ جاپان کے انتہائی جنوبی علاقہ Kochi سے سفر کر کے اس تقریب میں شریک ہوئیں۔ یوم ثقافت سے اگلے دن انہوں نے فون کر کے مسجد بیت الاحد کی زیارت کے لئے آنے کی خواہش ظاہر کی اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ’’اسلام کی معاشرتی تعلیم، والدین کی خدمت پر زور، صلح اور عفو کی تعلیم بہت خوبصورت ہے۔ قرآن کریم کی ان آیات کو پڑھ کر بہت مزہ آیا جن میں طنز اور تمسخر سے منع کیا گیا ہے‘‘

پروگرام کے اختتام پر شنتو مت اور بدھ مت کے مذہبی راہنماؤں اور دلچسپی ظاہر کرنے والے حاضرین میں ’’لائف آف محمدؐ‘‘ کا جاپانی ترجمہ پیش کیا گیا۔

بقیہ: ارشادات حضرت مسیح موعودؑ...... از صفحہ 5

کا اثر محسوس نہیں ہوتا۔ ہدایت کا طریق یہی دعا اور توجہ ہے۔ ظاہری قیل و قال اور لفظوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

محمد عبد الحق صاحب:۔ میری فطرت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ روحانی اتحاد کو پسند کرتی ہے میں اسی کا پیاسا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس سے بھر جاؤں۔جس وقت سے میں قادیان میں داخل ہوا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ میرا دل تسلی پا گیا ہے اور اب تک جس جس سے میری ملاقات ہوئی ہے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے میرا دیرینہ تعارف ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام :۔ خدا کا قانون قدرت ہے کہ ہر ایک روح ایک قالب کو چاہتی ہے جب وہ قالب طیار ہوتا ہے تو اس میں نفخ روح خود بخود ہو جاتا ہے۔ آپ کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ جو حقیقت خدا تعالیٰ نے مجھے پر کھولی ہے اس سے آہستہ آہستہ آگاہی پالیویں۔ عام اہل اسلام میں جس قدر عقائد اشاعت پائے ہوئے ہیں ان میں بہت سی غلطیاں ہیں اور یہ غلطیاں ان میں عیسائیوں کے میل جول سے آئی ہیں لیکن اب خدا چاہتا ہے کہ اسلام کا پاک اور منور چہرہ دنیا کو دکھلاوے۔ روحانی ترقی کے لیے عقیدہ کی صفائی ضروری ہے۔جس قدر عقیدہ صاف ہوگا اسی قدر ترقی ہوگی۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 294-296 ایڈیشن 2016ء)

چند اصحاب اپنی مستورات کے علاج کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہوئے تھے اور انجام کار معلوم ہوا کہ مِس ڈاکٹروں کے علاج سے کوئی فرق مرض معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ:

چونکہ یہ لوگ متدین نظر نہیں آتے۔ اس لئے خطرہ ہے کہ کوئی اور تکلیف نہ بڑھ جاوے۔ ان کو کہدو کہ چلے آویں۔ شافی اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ دائیوں کا دستور ہوتا ہے کہ محض روپیہ بٹورنے کی خاطر وہ مرض بڑھاتی جاتی ہیں۔ قادیان کی آب و ہوا لاہور کی نسبت بہت عمدہ ہے۔ اس سے ان کو فائدہ ہوگا۔ ہم یہ اس لئے کہتے ہیں کہ جو بات دل میں آوے اُسے مخفی رکھا جاوے تو یہ ایک قسم کی خیانت ہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 212-213 ایڈیشن 1984ء)

ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ میں تجارت کے لئے یہاں آنا چاہتا ہوں۔

فرمایا:

یہ نیت ہی فاسد ہے۔ اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔ یہاں تو دین کے واسطے آنا چاہیئے۔ اور اصلاح عاقبت کے خیال سے یہاں رہنا چاہیئے۔ نیت تو یہی ہو۔ اور اگر پھر اس کے ساتھ کوئی تجارت وغیرہ یہاں رہنے کے اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہو تو حرج نہیں ہے۔ اصل مقصد دین ہو نہ دنیا۔ کیا تجارتوں کے لئے شہر موزوں نہیں؟ یہاں آنے کی اصل غرض کبھی دین کے سوا اور نہ ہو۔ پھر جو کچھ حاصل ہو جاوے وہ خدا تعالےٰ کا فضل سمجھو۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 105 ایڈیشن 1984ء)

قادیان کے مہمان خانہ کے متعلق ضروری نوٹ

مہمان کی تواضع کے متعلق آپ نے فرمایا کہ:

لنگر خانہ کے مہتمم کو تاکید کر دی جاوے کہ وہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مدنظر رکھے مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اُسے خیال نہ رہتا ہو اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دستکش نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں۔ اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں تو یہ ہمارا حق ہے کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو مدنظر رکھیں۔بعض وقت کسی کو بیت الخلا کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے۔ میں تو اکثر بیمار رہتا ہوں اس لئے معذور ہوں مگر جن لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے قائمقام کیا ہے یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں۔ کیونکہ لوگ صدہا اور ہزارہا کوس کا سفر طے کر کے صدق اور اخلاص کے ساتھ تحقیق حق کے واسطے آتے ہیں۔ پھر اگر ان کو یہاں تکلیف ہو تو ممکن ہے کہ رنج پہنچے۔ اور رنج پہنچنے سے اعتراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح سے ابتلا کا موجب ہوتا ہے۔ اور پھر گناہ میزبان کے ذمہ ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 219-220 ایڈیشن 1984ء)

(جاری ہے)

بقیہ: الفضل پڑھنے کی تحریکات...... از صفحہ 6

اجتماع انصار اللہ یوکے سے خطاب کرتے ہوئے 4۔ اکتوبر 2009ء کو فرمایا:

’’کوئی یہ دعویٰ کر ہی نہیں سکتا کہ ہم نے کتب کو پڑھ لیا ہے۔ یا قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ لیا ہے یا تفسیریں پڑھ لی ہیں یا کچھ احادیث پڑھ لی ہیں اس لئے اب ہم اتنے قابل ہو گئے ہیں کہ اب مزید علم کی ضرورت نہیں۔علم کو تو بڑھاتے چلے جانا چاہئے۔ جو اپنے آپ کو اپنے زعم میں بہت بڑا علمی آدمی سمجھتے ہیں ان کی سوچیں بڑی غلطی ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ الفضل جماعت کا اخبار ہے۔لوگ وہ نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے، وہی پرانی باتیں ہوتی ہیں۔حضرت مصلح موعودؓ جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بتایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ فرماتے ہیں کہ شائد ایسے پڑھے لکھوں کو یا جو اپنے زعم میں پڑھا لکھا سمجھتے ہیں کوئی نئی بات الفضل میں نظر نہ آتی ہو اور وہ شائد مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں لیکن مجھے تو الفضل میں کوئی نہ کوئی نئی بات ہمیشہ نظر آجایا کرتی ہے۔‘‘

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 545-456)

تو جس کو علم حاصل کرنے کا شوق ہو وہ تو پڑھتا رہتا ہے اور بغیر کسی تکبر کے جہاں سے ملے پڑھتا رہتا ہے۔ جو علم رکھتے ہیں انہیں اپنا علم مزید بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور جو کم دینی علم رکھتے ہیں ان کو بھی اس طرف توجہ دینے چاہئے تا کہ پھر یہ علم جہاں ان کی اپنی معرفت بڑھانے کا باعث بنے وہاں ان کے بچوں کے لئے بھی نمونہ قائم کرنے والا ہو۔ جب بچے دیکھیں گے کہ گھروں میں اپنی کتابیں پڑھی جارہی ہیں تو ان میں بھی رجحان پیدا ہوگا۔ اکثر ان گھروں میں جہاں یہ کتابیں پڑھی جاتی ہیں ان کے بچے شروع میں ہی چھوٹی عمر میں ہی کتابیں پڑھ رہے ہوتے ہیں اور یہ علم پھر سب سے بڑھ کر دعوت الی اللہ کے میدان میں کام آتا ہے۔

(الفضل 28 جنوری 2010ء)

حضورِ انور کا ذاتی طرز عمل

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نو کلاس مورخہ 12 دسمبر 2010ء میں فرمایا:۔

’’الفضل اخبار جو ہے اس میں مختلف مضمون لوگ لکھتے ہیں۔تو اس کی اشاعت بہت کم تھی۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خطبہ میں کہا کہ لوگ الفضل نہیں پڑھتے کہ اس میں تو بہت سے مضمون آتے ہیں، ہم نے پڑھے ہوئے ہیں، ہمارا اتنا علم ہے۔ جیسے لوگ مضمون لکھتے ہیں اتنا ہمیں علم ہے۔تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس پر لکھا کہ شاید لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ الفضل کوئی ایسی کام کی چیز نہیں ہے، ہمارا علم اس سے زیادہ ہے۔ ان کا شاید علم زیادہ ہوتا ہو لیکن میرا علم تو اتنا زیادہ نہیں میں تو الفضل روزانہ پڑھتا ہوں اور کوئی نہ کوئی نئی بات مجھے پتہ لگ جاتی ہے۔

اور وہ آدمی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے الہام کیا تھا کہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ ان کو تو علم مل رہا ہے الفضل سے اور بعض جو نام نہاد ہوتے ہیں اپنے آپ کو صرف ظاہر کرنے والے ہم بہت علمی آدمی ہو گئے ہیں، ان کو نہیں ملتا تو نہ ملے۔ اس لئے ہر چیز جو یہاں سنو کسی نہ کسی میں کوئی کام کی بات ہوتی ہے۔ ہر لڑکا جو کہتا ہے کچھ نہ کچھ بات، کام کی بات کر جاتا ہے۔‘‘

(الفضل 18 جون 2011ء)

آج کی دعا

رَبَّنَآ اِنَّنَا جِئۡنَاكَ مَظۡلُوۡمِیۡنَ فَافۡرُقۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ:621)

ترجمہ: اے ہمارے رب! یقیناً ہم تیری طرف مظلوم ہونے کی حالت میں آئے ہیں۔ پس ہمارے اور ظالم قوم کے درمیان فیصلہ کر دے۔

یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنے اور ظالم قوم کے درمیان فیصلہ کرنے کی دعا ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ الفضل آن لائن سیرالیون

تبلیغی اسٹال۔ کیلاہوں ٹاؤن سیرالیون

مکرم انیس احمد مربی سلسلہ واستاد طاہر احمدیہ سیکنڈری سکول کیلاہوں سیرالیون تحریر کرتے ہیں کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مورخہ 26 نومبر بروز جمۃ المبارک جماعت احمدیہ کیلاہوں کو تبلیغی اسٹال لگانے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

تبلیغی اسٹال سے چند روز قبل جگہ کا تعین اور تیاری شروع کر دی گئی۔ اسٹال کے لئے کیلاہوں ٹاؤن کی معروف شاہراہ منتخب کی گئی۔ اور جمۃ المبارک کے دن کا انتخاب کرنے میں یہ حکمت پیش نظر تھی کیونکہ اس دن اردگرد کے دیہات سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے ہمارے ٹاؤن کا رخ کرتی ہے۔

26 نومبر بروز جمۃ المبارک بعد از نمازفجرخدام اور سرکٹ مشنریز کی مدد سے تبلیغی اسٹال کو ترتیب دیا گیا۔ اسٹال کے بیگراونڈ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر آویزاں کی گئی جس پر انگریزی زبان کے جلی حروف میں لکھا تھا Long awaited Promised Messiah& Imam Mahdi has come اسی طرح دوسرا بینر جماعت احمدیہ سیرالیون کے سوسال مکمل ہونے کے متعلق آویزاں کیا گیا۔ اسٹال کا آغاز صبح 9:00 بجے اجتماعی دعا سے کیا گیا۔ اسٹال پر یسرنا القرآن، قرآن کریم، قرآن کریم کی ڈکشنری وکتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلفائے سلسلہ احمدیہ و دیگر رسائل جس میں التقویٰ اور ریویو آف ریلیجنز شامل تھے برائے نمائش و فروخت رکھے گئے۔ اسی طرح لوگوں میں اسلام احمدیت سے متعلق فلائرز و لٹریچر مفت بھی تقسیم کیا گیا۔ اسٹال پر آنے والے لوگوں کو مقامی زبان میں جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا نیز انکے سوالات کے جوابات دیے گئے۔ کافی لوگ ہمارے اسٹال پر آئے۔ لوگوں نے اس اسٹال کو بہت سراہا۔ اس اسٹال کے ذریعہ کم وبیش ٹاؤن کے 350 افراد تک پیغام حق پہنچا۔ اور ایک ہزار کے قریب مختلف فلائرز اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ الحمدللہ یہ تبلیغی اسٹال کامیاب رہا۔ احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ادنیٰ کاوشوں کے نیک نتائج پیدا فرمائے اور لوگوں تک اسلام احمدیت کا پیغام کما حقہ پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ میں نیک اور سعید روحوں کو داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

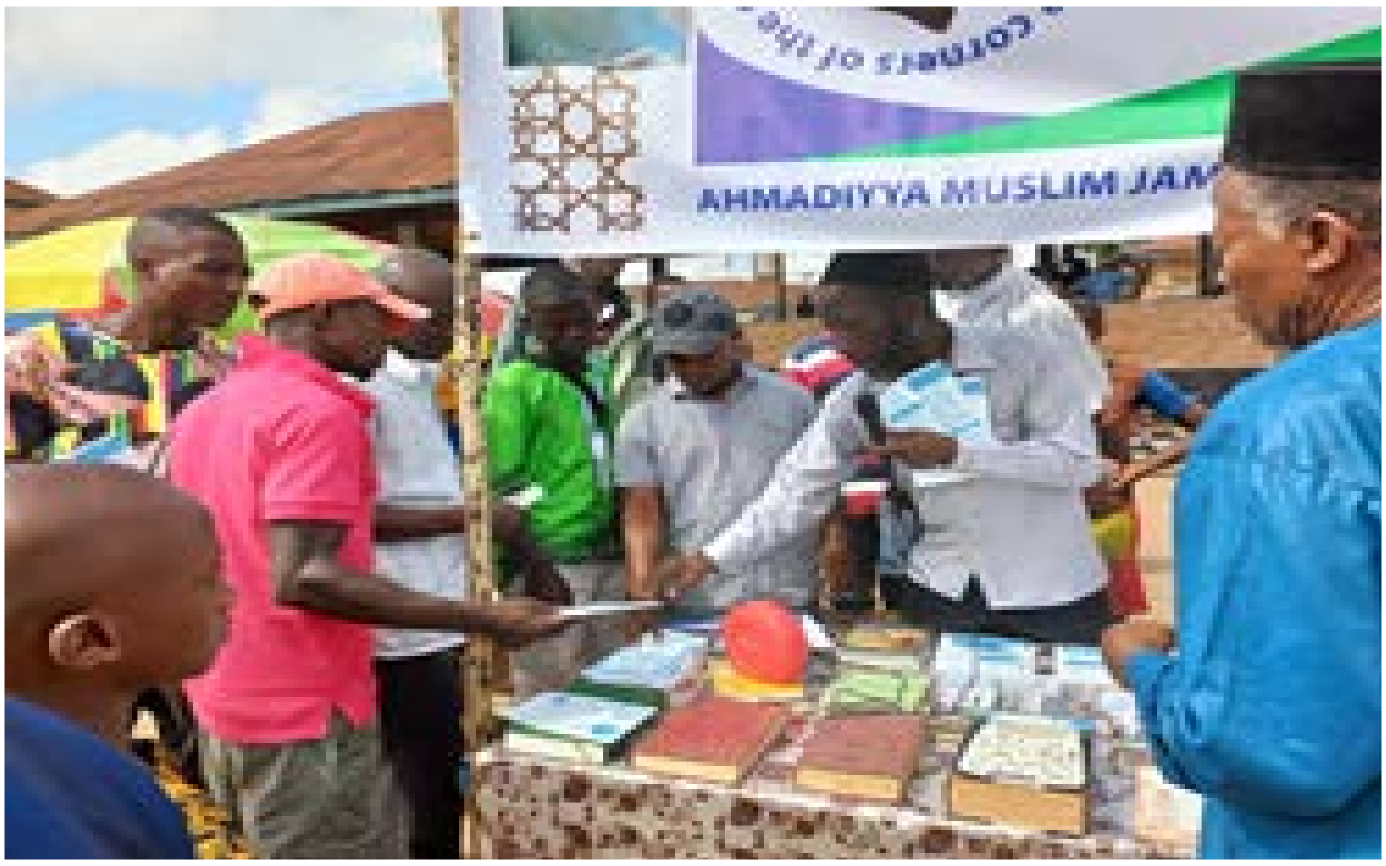

چھوٹی مگر سبق آموز بات

سر ڈھانپنا

اللہ تعالیٰ نے مساجد میں اپنی زینتیں اختیار کر کے جانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ مسجد میں سر ڈھانپ کر جانا اور سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا زینت اختیار کرنا ہے اور سنت رسول ؐ ہے۔ اسی لیے ہر دور میں علماء، صلحا، حضرت مسیح موعودؑ اور انکے خلفاء سر ڈھانکنے کو اہمیت دیتے رہے ہیں اور اسی بات کی ہمیشہ وقتاً فوقتاً تلقین کی جاتی تھی اور کی جاتی ہے۔ عام شرفاء میں بھی اسے تہذیب و شرافت کا حصہ سمجھا جاتا رہا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ موجودہ نئی نسل میں اس بات کی اہمیت سے غفلت برتی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کی اس پیاری سنت پر عمل کرنے کی سب کو توفیق دے۔ آمین

مرسلہ: ناصرہ احمد۔ کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

29 دسمبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:36	17:48
مدینہ منورہ	05:41	17:43
قادیان	06:01	17:33
ربوہ	05:40	17:13
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:38	16:03